انٹرویو: سید محمد کفیل بخاری　　　　حافظ احمد معاویہ

گلبدین حکمت یار، کمیونسٹوں اور شیعوں کو ساتھ ملا کر ہمارے خلاف لڑ رہے ہیں۔

❖ **افغانستان کو بھارتی اسلحہ کی امداد کا شوشہ کذب وافترا ہے۔**

❖ **اسلام اور جمہوریت کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔**

ہم نے حکومتی نظام کو خلافت اور شوریٰ کی بنیاد پر استوار کیا ہے۔

دولتِ اسلامی افغانستان کے نائب صدر جناب عبدالرب رسول سیاف سے تازہ ترین انٹرویو

"دولت اسلامی افغانستان" دنیا کے نقشے پر اپنی موجودہ حیثیت میں ایک بالکل نیا نام ہے۔ اگرچہ اس اسلامی مملکت کا قیام آج سے اڑھائی سو برس قبل احمد شاہ ابدالی کے ہاتھوں ہوا۔ تب یہ مملکت موجودہ پاکستان، افغانستان اور کشمیر کے علاقوں پر مشتمل تھی۔ اس خطہ کے جفاکش لوگوں نے بے شمار انقلابات دیکھے مگر اپنے دین، تہذیب و تمدن اور عقائد اور افکار کو مسخ نہ ہونے دیا۔ انہوں نے اپنی ان بنیادوں کو اس قدر مضبوط رکھا کہ پہاڑوں کی سنگینی ان کی استقامت کے سامنے شرمندہ ہے۔ بادشاہوں اور کمیونسٹوں کے اپنے ملک پر غاصبانہ قبضہ کے خلاف جس طرح افغان قوم نے جہاد کیا اور اسے کامیابی سے ہمکنار کیا اس کی مثال تاریخ میں کم کم ہی ملتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ افغانوں نے مادی لحاظ سے اپنے طاقتور ترین حریفوں، کفار و مشرکین اور ملحدین کو جس عبرتناک شکست سے دوچار کیا اس کی وجہ صرف اور صرف انکی دینی، فکری اور تہذیبی استقامت تھی۔

آج احمد شاہ ابدالی کا جانشین احمد شاہ مسعود افغانستان کا ہیرو اور قوم کا آئیڈیل ہے۔ کمانڈر احمد شاہ مسعود جہادِ اسلامی افغانستان کے پورے عرصہ میں ایک پر اسرار اور افسانوی شخصیت تھے۔ انہوں نے روسی ریچھوں کو جس عزیمت اور جرأت کے ساتھ نکیل ڈالی اس نے انہیں عوام میں بے پناہ مقبول بنا دیا۔ یقیناً اس جہاد میں وہ اکیلے نہیں تھے بلکہ تمام جہادی تنظیمیں مل کر آزادی کی جدوجہد کر رہی تھیں اور آزادی کے لئے دی جانے والی قربانیوں میں سب مجاہدین شریک ہیں۔

گزشتہ دنوں پاکستان کی معروف جہادی تنظیم حرکۃ الانصار کی دعوت پر پاکستان کے مختلف شہروں سے تعلق رکھنے والے صحافیوں کا ایک وفد افغانستان کی موجودہ صورتِ حال کا جائزہ لینے اور حقائق کا مشاہدہ کرنے کے لئے افغانستان کے دورے پر گیا۔ حسنِ اتفاق سے اس وفد میں مدیر نقیب ختم نبوت اور معاون مدیر (سید محمد کفیل

بخاری، حافظ احمد معاویہ) بھی شامل تھے۔ وہاں مختلف حکومتی شخصیات سے ملاقاتیں ہوئیں اور ان سے تبادلہ خیالات کا آزادانہ موقع ملا۔ سات دن کابل میں ہم نے کیا دیکھا، کیا سنا اور کیا محسوس کیا۔ یہ ایک طویل داستان ہے۔ جو انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں نذر قارئین کریں گے۔ جن اہم شخصیتوں سے انٹرویو کئے گئے ان میں صدر ربانی، اور نائب صدر عبدالرب رسول سیاف خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

پروفیسر سیاف افغان جہاد میں ایک بہت بڑا نام ہیں۔ بڑی بارعب شخصیت کے مالک، عربی، انگریزی، فارسی اور اردو پر کمالی دسترس رکھتے ہیں۔ اپنی عربی دانی کے سبب عربوں میں بہت مقبول ہیں۔ ۱۷ جولائی کی سہ پہر ہم کابل سے پغمان ان کی ملاقات کے لئے روانہ ہوئے اور ایک گھنٹہ کی مسافت کے بعد استاد سیاف کے مسکن ایک بلند کچے پہاڑ پر کچے مکان کی راہداری میں انہیں سراپا انتظار پایا۔ چند لمحوں بعد استاد سیاف نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

———— سب سے پہلے ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی دولتِ اسلامی افغانستان میں آمد کو مسلمانانِ پاکستان و ہندوستان اور کشمیر کے لئے خیر کا باعث بنائے۔

ہمارا جہاد اسلامی اصولوں پر استوار تھا۔ اس پر کسی ملک، وطن اور قوم کا رنگ نہ تھا۔ ہمارا ماں، باپ، قوم، ملک، ملت سب اسلام ہے۔ اور اس میں ہم سب شریک ہیں۔ اس دلیل کی بنا پر ہم سب ایک باپ کی اولاد، ایک مدرسے کے شاگرد، اور ایک ملت کے فرد ہیں۔ ہم آپ کو بیگانہ نہیں سمجھتے۔ آپ ہمارے بھائی ہیں اور ہمارے جسم کا ایک حصہ ہیں۔ یہ میری بات نہیں ہے بلکہ پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے۔

مثل المومنین فی توادھم وترا حمھم و تعاطفھم مثل الجسد اذا شتکی عضو تداعی لہ سائرالجسد بالسھر والحمی

ہم کشمیری بھائیوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں داخلی مشکلات سے نجات دے تو ہم آپ کے پہلو بہ پہلو لڑیں۔

پاکستان ہمارا محسن اور دارالھجرت ہے۔

ہمارے اصول و مقاصد اور ہمارے اہداف ہمیں اجازت نہیں دیتے کہ ہم مسلمان کے خلاف کسی کافر کے ساتھ کھڑے ہو جائیں۔ یہ دشمن کا پراپیگنڈہ ہے کہ مجاہدین افغانستان نے ہندوستان کے ساتھ خصوصی روابط قائم کئے ہیں۔ ایسا معاملہ کسی وقت بھی ممکن نہیں ہے۔ دنیا کے تمام ممالک ایک دوسرے کے ساتھ ڈپلومیٹک روابط رکھتے ہیں۔ اور یہ کوئی عیب نہیں۔ اس طرح تو پاکستان کے بھی ہندوستان سے سفارتی تعلقات ہیں۔ ہم کبھی بھی نہیں بھول سکتے کہ ہندوستان جہاد کے ۱۴ سالہ دور میں کیمونسٹ حکومت کے ساتھ مکمل تعاون کرتا رہا ہے۔ اور پھر بابری مسجد کی شہادت ہر مجاہد کے دل میں خنجر کی طرح پیوست ہے۔ کشمیری مسلمانوں کی ناموس تمام مسلمانوں کی

ناموس ہے۔ ہمارا ضمیر اور دل کسی وقت بھی قبول نہیں کرتا کہ ایک کافر مسلمانوں کے ناموس اور عزت پر حملہ آور ہو۔ ہمارا دشمن ہمارے خلاف بے سروپا پروپیگنڈہ کر کے اسلامی افغانستان اور دیگر اسلامی ممالک کے تعلقات کو خراب کرنا چاہتا ہے۔ آپ دشمن کی زبان پر اعتماد نہ کریں۔ آپ کے لئے وہی بات معتبر ہونی چاہیئے جو آپ ہماری زبان سے سنیں۔ جو بات آپ لوگوں کی زبان سے سنتے ہیں وہ ننانوے فیصد غلط اور پراپیگنڈہ ہوتا ہے۔ ہم اپنے طرزِ عمل سے انشاء اللہ آپ کو ثابت کر دیں گے کہ آپ کے قریبی بھائی کون ہیں؟

اس مختصر گفتگو کے بعد استاد سیاف نے مختلف سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ جو حسب ذیل ہیں۔

سوال۔ افغانستان سے روسی فوجوں کے انخلا کے بعد اب یہاں کی مجاہد تنظیموں کی آپس میں خانہ جنگی کی کیا وجہ ہے؟

جواب۔ اس میں کچھ تفصیل ہے۔ روس نے افغانستان میں داخل ہونے سے قبل پوری دنیا کو اپنی ہیبت سے دہشت زدہ کر رکھا تھا۔ حتٰی کہ امریکہ بھی اس کی وسعت اور پھیلاؤ سے ڈرا ہوا تھا۔ جب روس نے افغانستان میں مداخلت کی تو

ہم پاکستان کے خلاف کارروائی کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔

پوری دنیا میں کسی کو تصور بھی نہ تھا کہ افغان ان کے مقابلہ میں کھڑے ہو جائیں گے۔ جنرل فضل حق مرحوم نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ جب روس نے افغانستان میں مداخلت کی تو ہم سمجھتے تھے کہ ممکن ہے افغانی بیس روز سے ایک مہینہ تک زیادہ سے زیادہ مقابلہ کر سکیں گے۔

مگر جب یہ لڑائی ایک ڈیڑھ سال تک جاری رہی تو دنیا کو امید ہوئی کہ اس جہان میں کچھ ایسے دیوانے بھی ہیں جو سرخ فوج کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس وقت دو قسم کے لوگوں نے مجاہدین کی پشتیبانی کی ایک تو وہ مسلمان تھے جنہوں نے اپنے دینی، مذہبی اور قومی احساسات کی بنا پر ہماری مدد کی۔ اور دوسرے وہ، جو مسلمان تو نہ تھے مگر روس کے توسیع پسندانہ طرزِ عمل سے پریشان تھے انہوں نے جب دیکھا کہ روس یہاں دخیل ہو گیا ہے تو انہوں نے اس کو یہاں مشغول رکھنے کے لئے ہمارے ساتھ تعاون کیا تاکہ یہ بلا ان کے سر سے ٹلی رہے۔ یہ لوگ بھی ہماری تائید و تعاون کرتے تھے۔ امریکہ اور یورپ نے اسی سلسلہ میں ہماری مدد کی۔ اور جب جنگ پانچ سال تک جاری رہی تو انہوں نے یقین کر لیا کہ روس یہاں پر شکست کھائے گا مگر بعد میں یہ مسلمان فوجی قوت کے طور پر ابھریں گے۔ اور اس سے ان کو خطرہ تھا۔ یہی وجہ تھی کہ چار پانچ سال گزرنے کے بعد رشیا اور امریکہ نے آپس میں بیٹھ کر مذاکرات کئے کہ روس اس مسئلہ سے کس طرح جان چھڑائے۔ اور مجاہدین کے ہاتھ حکومت کس طرح نہ آئے۔ صدر امریکہ نے روس کے صدر سے مالٹا اور اس کے علاوہ جگہوں میں ملاقاتیں کیں۔ اگرچہ کہنے کو تو ان ملاقاتوں کو اور عنوانات دیتے رہے۔ لیکن ان کا اصل موضوع اور ہدف یہی تھا کہ کس طرح روس اس مشکل سے نکلے اور کس طرح افغانستان کی حکومت مجاہدین کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ آئے۔

جب روسیوں کو یہاں مار پڑی تو انہوں نے امریکیوں سے بات کی کہ ہماری اس مشکل سے جان چھڑائیے۔ جنیوا معاہدہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا۔ اور ہم نے اس کی مخالفت کی۔ نجیب کی حکومت ختم ہو جانے سے قبل

اقوام متحدہ نے ایک پروگرام پیش کیا کہ وہ یہاں غیر جانبدار لوگوں کی حکومت بنائے۔ اس میں سیکولر اور بے دین لوگ ہوں تاکہ مجاہدین حکومت پر کنٹرول حاصل نہ کر سکیں۔ بینن سوان اس سلسلہ میں خاصی بھاگ دوڑ کر رہا تھا۔ اور اس مقصد کے لئے قریباً تیس وزیروں کو اس نے ادھر ادھر سے ہالیڈے ان اسلام آباد میں اکٹھا کر رکھا تھا۔ بینن سوان کابل میں نجیب کے پاس بیٹھ کر اسلام آباد میں فون پر بات چیت کر رہا تھا کہ ان وزیروں کو جلد کابل بھیجا جائے تاکہ حکومت بنائی جاسکے۔

یہی دن تھے جب ہم نے افغان مجاہد رہبروں کو پشاور میں جمع کیا۔ ایک فارمولا بنایا اور ایک عبوری حکومت تشکیل دی۔ جب مجاہدین کی حکومت تشکیل پا گئی اور وہ یہاں پر آ گئے تو اس وقت کے آپ اگر اخبارات دیکھیں تو اقوام متحدہ نے بیان دیا تھا کہ اقوام متحدہ کے تمام اراکین نے جو فیصلہ کیا تھا وہ یہاں پر ناکام ہو گیا ہے۔ اور یہ پہلی دفعہ ایسا ہوا کہ اقوام متحدہ کا پہلا متفقہ فیصلہ ناکام ہوا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ مجاہدین کی حکومت کابل میں قائم ہو گئی ہے تو اب انہوں نے ایک دوسرے پلان پر عمل شروع کیا۔ کہ کس طرح مجاہدین کو حکومت سے دور کریں۔ اور جہاد و مجاہدین کو دنیا میں بدنام کریں۔ یہ پلان اس طرح تھا کہ اقتدار پسند اور جاہ طلب افغان لیڈروں سے استفادہ کیا جائے۔ پھر انہوں نے اس طرح کے حالات پیدا کر دیئے کہ آپس میں جنگ چھڑ جائے۔ اور یہ جنگ اس وقت تک طول کھینچے جب تک ان کے پاس اسلحہ ختم نہیں ہو جاتا۔ جب یہ جنگ چلتی رہیگی تو اس سے افغان قوم مجاہدین سے بیزار ہو جائے گی۔ ان کی شہرت بھی خراب ہو گی۔ اور خود کمزور پڑ جائیں گے۔ اور جب یہ لوگ بے وسائل ہو جائیں گے تو مجبوراً کسی دوسرے کو قبول کریں گے۔ اس وقت ہمارے پاس بہت سے ایسے دستاویزی ثبوت موجود ہیں

امریکہ ہمیں آپس میں لڑا کر ہمارے اسلحہ کے ذخائر ختم کرنا چاہتا ہے۔

جنکا کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ کن ممالک نے کس طرح یہاں مداخلت کی۔ جب دوستم ایک قوت کے طور پر حکومت کے ساتھ چلا تھا اور اس نے حکومت کو تسلیم کر کے اطاعت کے وعدہ پر امان طلب کی تھی وہ کہتا تھا کہ میں حکومت کے ساتھ ہوں اور اس کے ماتحت ہوں پھر مد مقابل کو شکست ہونے لگی تو امریکہ نے دوستم کو حکم دیا کہ تم حکومت مخالف دھڑے کے ساتھ مل جاؤ۔ تاکہ جنگ ختم نہ ہو۔ اگر جنگ ختم ہو جاتی تو عملاً اس کی صورت نہ رہتی۔ باوجودیکہ جس وقت حکومت کے ساتھ تھا اس وقت بھی اور اس سے پہلے اور بعد میں بھی ہم اس کے مخالف رہے۔ اور ہم نے اس کے خلاف جنگ کی۔ جس وقت حکمت یار حکومت کے خلاف جنگ کر رہے تھے تو میں خود حکمت یار کے پاس گیا اور اسے کہا کہ حکومت کسی وقت نہیں چاہتی تھی کہ وہ دوستم ملیشیا از قبیل کی اور ملیشیا سے فائدہ اٹھائے۔ اور ان سے کام لے۔ تم صرف اتنا کرو کہ حکومت کے خلاف جنگ نہ کرو۔ اپنے کمیونسٹوں کو ہمارے حوالے کرو ہم ان کو اپنے پہلو سے نکال ختم کرتے ہیں۔ حکمت یار کہتا تھا کہ میرے پاس دو دلیلیں اور وجہیں ہیں جن کی بنا پر میں جنگ کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ مجھے مجددی قبول نہیں حالانکہ وہ بے چارا دو ماہ کے لئے آیا تھا۔ دوسرا یہ کہ دوستم ملیشیا کابل میں ہے۔ اور جب تک وہ کابل میں ہے میں جنگ کروں گا۔ جب مجددی کے دو مہینے ختم ہو گئے تو میں حکمت

حکمت یار کے پشتیبان ایک وقت اس کو بھی ختم کر دیں گے۔

یار کے پاس گیا۔ میں نے اس سے کہا آپ کے پاس دو وجہیں تھیں جنگ کی ایک دلیل یہ تھی کہ بش کو تو قبول لوں گا لیکن مجددی کو قبول نہیں کروں گا۔ یہ دلیل تو ختم ہو گئی کہ مجددی کی مدت پوری ہو گئی۔ اور دوسری دلیل اس طرح ختم ہو جاتی ہے۔ کہ میں نے استاذ ربانی، مولوی محمد نبی، مولوی یونس خالص سے بات کی ہے اور آپس میں موافقت کی ہے کہ ہم ملیشیا کو کابل سے نکال دیں گے۔ اب آپ کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے آؤ کابل چلیں اور معاملات کو نمٹائیں۔ حکمت یار نے کہا کہ استاذ ربانی دوستم کو کبھی اپنے سے علیحدہ نہیں کرے گا۔ میں نے کہا کہ اگر استاذ ربانی نے دوستم کو علیحدہ نہ کیا اور اس کے خلاف جنگ نہ کی تو میں تمہارے ساتھ مل کے جنگ کروں گا۔ حکمت یار نے کہا کہ تم اس قول میں سچے ہو؟ میں نے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیا اور کہا کہ اگر استاذ ربانی نے ایسا نہ کیا تو میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں گا۔ میں صبح آیا اور احمد شاہ مسعود کو **ریشخور** لے گیا۔ دوسرے روز استاذ ربانی کو ریشخور لے گیا۔ میں نے حکمت یار سے کہا آؤ ادھر بیٹھ کر بات چیت کرتے ہیں۔ میں نے ان سے کہا آپ کو مجددی پسند نہیں تھا۔ مجددی جا رہا ہے۔ اور یہ استاذ ربانی آپ کے سامنے تیار ہیں اور کہتے ہیں کہ دوستم کافر ہے اس کے ساتھ جنگ کرتے ہیں۔ جب اس نے دیکھا کہ جنگ کے لئے کوئی بہانہ نہیں رہ گیا اس نے اسی مجلس میں کہا کہ مجھے استاذ ربانی بھی قبول نہیں۔ اس سے پہلے اس کے پاس صرف دو بہانے تھے۔ پہلے کہتا تھا کہ مجددی کو قبول کرنے کی بجائے بش کو کیوں نہ قبول کر لوں۔ اور یہ کہ ملیشیا کیوں نہیں نکلتی۔ یہ وجہیں ختم ہوئیں تو کہا کہ اب مجھے استاد ربانی قبول نہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ پشاور معاہدے کی رو سے جس پر آپ کے نمائندے نے دستخط کئے ہیں یہ چار مہینے کے لئے مؤثر ہے۔ میں نے جو بھی صورت اس کے سامنے پیش کی اس نے کوئی بھی قبول نہ کی۔

انہی دنوں جب حکمت یار یہ کہ رہے تھے کہ مجھے بش تو قبول ہے لیکن مجددی قبول نہیں مجددی صاحب کو پیغام بھیجا کہ تم بادشاہی کو ہاتھ سے نہ جانے دینا، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ اور وہ تین آدمی اس وقت یہاں ہمارے پاس موجود ہیں۔ جو اس نے مجددی کے پاس بھیجے۔ اس طرح کا ایک پیغام پیر گیلانی کے پاس بھی بھیجا۔ یہ انہوں نے ابتداء سے کیا۔ مجددی صاحب اکڑ گئے معاہدہ پشاور میں نے خود لکھا تھا میں نے مجددی کو ریاست کی حکومت چھوڑنے کا پیغام بھیجا۔ انہوں نے چھوڑ دی۔ میں پھر حکمت یار کے پاس گیا اور کہا کہ مجددی گیا، ربانی آ گیا، آؤ مل کر دوستم کو نکالیں۔ میں نے ربانی اور حکمت کو ایک جگہ بٹھایا۔ کمیونسٹ صلح کی ان کوششوں سے پریشان ہو گئے۔ حزب وحدت کے شیعہ اور کمیونسٹ بھی پریشان ہوئے۔ یہ لوگ بیس ماہ میرے خلاف لڑتے رہے صرف صلح کی کوشش کے جرم میں میرے دو ہزار ساتھی راہ صلح میں شہید ہوئے۔ اس سے تجربہ ہوا کہ حکمت یار کی جاہ طلبی سے بیگانوں نے فائدہ اٹھایا اسکو قوت دی۔ مجھے یقین ہے کہ اگر خدانخواستہ مسلمانانِ افغانستان کا اسلحہ ختم ہو گیا تو اس وقت تک بیرونی طاقتیں حکمت یار کا ساتھ دیں گی پھر اسے بھی ختم کر دیں گی وہ اب بھی جس وقت چاہیں حکمت یار کو ختم کر سکتے ہیں وہ دراصل حکمت یار کے ذریعے اسلامی قوانین اور امن کو ختم کر رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ حکمت

یار کی حکومت نیو ورلڈ آرڈ کے لئے نقصان دہ نہیں ہوگی۔ جبکہ موجودہ افغان حکومت کو وہ نیو ورلڈ آرڈ کے لئے نقصان دہ سمجھتے ہیں۔ لیکن انشاء اللہ ان تمام مشکلات کے باوجود اسلامی حکومت قائم رہے گی۔

سوال۔ پاکستان کی موجودہ افغان پالیسی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب۔ میں پاکستان کی افغان پالیسی کے متعلق فی الحال کچھ نہیں کہہ سکتا۔ آپ جانتے ہیں کہ شخصی معاملہ کی نسبت پاکستان میں میری جماعت کے دفاتر بند کر دیئے گئے ہیں۔ پاکستان میں افغانیوں کے لئے میرے تعلیمی مدارس وہاں کے بعض اداروں کی ایما پر بند ہو چکے ہیں۔ اسی طرح کوئٹہ میں میرے دفتروں اور موٹروں پر حملہ کیا گیا ہے۔ مگر اس سب کچھ کے باوجود پاکستان اور پاکستانی عوام میرے بھائی ہیں۔ پاکستان میرا محسن ہے میں پاکستان کے خلاف کچھ نہیں بولوں گا۔ میرے خلاف جو کچھ ہو رہا ہے اس کے نتائج کی ذمہ دار حکومت پاکستان خود ہو گی۔

سوال۔ پاکستان میں ہمیں یہاں کے متعلق صحیح خبر نہیں مل پاتی جس کی وجہ سے پاکستانی عوام صحیح صورتحال سے بے خبر رہتے ہیں۔ آپ اس کے سدِ باب کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں؟

جواب۔ یہ کمی ہمارے اندر یقیناً بہت زیادہ ہے کہ ہم نے صحیح پراپیگنڈہ پر توجہ نہیں دی ہم جہاد میں ہمہ تن مصروف رہے۔ ہمیں یہاں مختلف لڑائیوں میں الجھا دیا گیا ہے۔ اور ہمیں اس طرف توجہ کا موقع نہیں ملا۔ غیر ملکی

ان شاء اللہ ہم افغانستان میں مکمل امن قائم کرنے میں کامیاب ہوں گے۔

پریس نے حکمت یار کو اس طرح پیش کیا ہے جیسے صرف وہی قابل قبول حکومت بنانے کا اہل ہے۔ بی بی سی اور وائس آف امریکہ ہم سے بھی انٹرویو لیتے ہیں اور اسے اپنے مزاج کے مطابق نشر کرتے ہیں۔ اصل بات کو چھپا جاتے ہیں۔ اور تمام دنیا کے اخبارات ہمارے ساتھ یہی سلوک روا رکھتے ہیں۔ جبکہ کابل ریڈیو اتنا طاقتور نہیں کہ یہاں سے باہر سنا جاسکے اور نہ ہی ہمارے حالات ایسے سازگار ہیں کہ فوری طور پر اس کے متعلق پیش رفت کر سکیں۔ لیکن آپ یقین رکھیں کہ ہم اس معاملہ پر اب بھرپور توجہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔

سوال۔ گذشتہ چند دنوں سے ایسی خبریں گردش کر رہی ہیں کہ افغانستان کے بھارت سے روابط بڑھ رہے ہیں۔ اور افغانستان کے طیارے بھارت جا رہے ہیں؟ اور یہ کہ بھارت افغانستان کی اسلحی امداد کر رہا ہے؟

جواب۔ جہاں تک اسلحہ کی بات ہے تو یہ دور سے بھی پہچانا جاسکتا ہے کہ کہاں کا ہے۔ اور بڑا اسلحہ جو اس وقت ہمارے پاس موجود ہے وہ سب رشیا سے چھینا ہوا ہے اور ممکن ہے ہمارے پاس اتنا اسلحہ موجود ہو کہ اس قدر انڈیا کے پاس بھی نہ ہو۔ پھر انڈیا کا اسلحہ افغانستان میں کس راستے سے آسکتا ہے؟ اتنی بات ہی سمجھنے کیلئے کافی ہے۔ افغانستان اور بھارت کے درمیان کسی قسم کا معاہدہ ہوا ہو یہ بالکل غلط ہے۔ میں اس کی مکمل تردید اور مذمت کرتا ہوں۔

سوال۔ پاکستان میں یہ پراپیگنڈہ عام ہے کہ افغانستان نے پاکستان میں تخریب کاری کے لئے متعدد مراکز قائم کر رکھے ہیں۔ اس میں کہاں تک صداقت ہے؟

جواب۔ میں نے کافی عرصہ پاکستان میں گذارا ہے۔ اس دوران بعض ایسے معاملات بھی پیش آئے ہیں جن میں

ہمارے پاکستان گورنمنٹ سے اختلاف رونما ہوئے ہیں۔ جنیوا معاہدہ کے سلسلہ میں۔ اور بیننں سوان کے حوالہ سے۔ آپ بارہ سالہ تاریخ جہاد ہی اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں ہم نے ایک مرتبہ بھی پاکستان کے خلاف کوئی بیان نہیں دیا۔ اور یہ ہمارا اصولِ زندگی ہے کہ اب تک کسی مسلمان کے خلاف نہ کارروائی کی ہے اور نہ آئندہ کےلئے اس قسم کی سوچ ہے ہم صرف دشمنانِ اسلام کے خلاف کام کریں گے پاکستان کے خلاف کام کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ ظاہر شاہ کی حکومت جو پاکستان کی مخالف تھی اس دور میں میں نے پاکستان کی حمایت میں بیان دیا تھا کہ پاکستان ہمارا برادر اسلامی ملک ہے اور یہ حکومت روسیوں کی ایجنٹ ہے۔ پاکستان ہمارا دارِ ہجرت ہے۔ ہماری مروت، ہمارا عقیدہ و فکر، اور ہمارا اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ ہم پاکستان کے خلاف سوچیں۔

سوال۔ کیا آپ اس بات سے اتفاق کریں گے کہ جمہوریت دنیا بھر کے مسلمان ممالک کے خلاف ایک بہت بڑا فریب اور سازش ہے۔ اور کیا اسی وجہ سے تمام کفار و مشرکین یورپ جمہوری انتخابات اور جمہوریت کی بحالی کی بات کر رہے ہیں؟ نیز یہ کہ آپ آئندہ نظمِ مملکت جمہوری اصولوں پر استوار کریں گے۔ یا اسلام کے شورائی نظام پر؟

جواب۔ نظامِ اسلامی نہ جمہوری ہے اور نہ شاہی ہے۔ نظامِ اسلامی خلافت ہے اسلام ایک علیحدہ دین ہے اور جمہوریت ایک علیحدہ نظام ہے۔ نظامِ جمہوریت کا فرانہ ہے۔ ہمارا اس سے کچھ تعلق نہیں۔ باقی رہا سوال نظمِ مملکت کا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہماری شوریٰ ہو گی جس میں علما و مشائخ، کمانڈر آف جہاد، اور مختلف علاقوں سے اچھی اور دینی شہرت کے حامل صالح افراد اور ٹیکنو کریٹس شامل ہوں گے۔ اسی مجلسِ شوریٰ کو عزل و نصب امیر کا اختیار ہو گا۔ میں آخر میں ایک بار پھر آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ اصل حالات کی تحقیق کےلئے پاکستان سے ہمارے ہاں تشریف لائے۔

بقیہ از صـ ۳۸

- بھارت کا وزیر اعظم ماسکو جاتا ہے۔ اور ہماری وزیر اعظم آئرلینڈ (بیگم نسیم ولی خان)

ہر چیز اپنے اصل کی طرف لوٹتی ہے۔

- پیپلز پارٹی نے یوم سیاہ ائیر کنڈیشنڈ ہوٹلوں میں منایا۔ (ایک خبر)

کیلے کی پھلیاں اور مونگ پھلیاں وہیں ملتی ہیں۔

- میں بھائی بہن (مرتضیٰ، بے نظیر) میں صلح کرانے کو تیار ہوں (عبد القادر آزاد)

واہ چاچا خوامخواہ

- حامد ناصر چٹھہ کو ۱۴ اگست کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا گیا۔ (ایک خبر)

سردار آصف کو تحفظِ دارو کمیٹی اور نصر اللہ خان کو تحفظ حقوقِ جاگیر داران کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا جائے۔

- حکومت رہے نہ رہے، اسمبلی کو اپنی مدت پوری کرنی چاہیے (فضل الرحمٰن)

پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے۔